

1928
LUCKNOW
OUDH PUNCH

توجہ طلب

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں، نہ اس میں مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین، ہجو، فحش وغیرہ جس سے پڑھنے والوں کی طبیعت ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک مخصوص قابل ضحک امور پر خود بنستا ہے۔ دوسرے اخبار جس کی نقل کیا کرتے ہیں اور کر رہے ہیں اودھ پنچ صرف اپنی بنا سخت پر قائم اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر نظر نہ کیجئے۔ ہر نمبر کی کتنی تحریریں پڑھ جائیے۔ اس لئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے جس کا خیالات کی جدت، ماحول کی اصلیت، محاورے، روایات، لکھنؤ کی صحیح معاشرتی واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی واعظی پر نظر کیجئے۔ انشاءاللہ سال بھر کے نمبر سے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) طالب علموں، مدرسین کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اس کی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونہ کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتے کے اندر ہی تین روپیہ بھیج کر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ناظرین شاہ سلامت۔ بنابریں ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ ہم عدم نہیں کر قدر کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کہاں غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامہ مینیجر کے نام موصول ہوتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو دو لکھانے پر بے نیاز نمبر تو نہیں بھیج سکتا اور پرچہ کا گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اس کا جواب نہ ملا یا انکار طلبی اور بہ درستی نہیں کی گئی تو پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جن کو خریداری منظور ہو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جس کی منی آرڈر کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے ختم ہونے پر نمبر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے ان کے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے نہ کہ ہمارے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع ہوں گے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۲

مضامین

بابت ۲۰ اگست ۱۹۲۹ء

الخفاشیات

طرح۔ مل گیا آخری امید کا حاصل ہے
دل سی شے دینے سے اسکو بھلا کل ہے
تپک کے جسے جی ہارنا کا یہ چارہ گل ہے
یا آتا ہے تماشے سے اڑنا انکے مسلسل کا
چل۔ دل کر دیا وکھوا جبر نزول ہے
ڈانس میں جاتا ہے عجب اور کچھ حال ہے
مل چکی باب سے اور دیکھے جیل ہے
جس گھڑی میں جا ہو دل سکتا ہوں کہ دیکھا تو رحیم
ما ملتا ہے جو ہجا سے ذلیل ہے
کار کے ہمراہ بیوا لباس تیرے جیسے ہی
جھکا کر ہاتھ۔ گھر میں کر لیا داخل ہے
پیش کر سر صدقہ کا ہے اب میں کیا کروں
خطا میں ہے اسکے کمائی ذریا نکل ہے
تیرے قرآں خاک سنت کر لے جو رہا
گال پھاکر بل اسے او سیتے ہی کمال ہے

[illegible]

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(اردو۔ قاعدہ اردو)

[illegible]

بنام

[illegible]

اس سے پوچھو کہ بام ہو پس عکس ہے
حشر میں گرن گیا اسد مرا قاتل ہے
سر دیوار کی دیوار سے جو میں نہ گیا
کی حالانکہ سنکرتا کی فریاد پل ہے
گر دیں پھوڑ کے گر اس نے یہ سے یوں کہا
مل گیا آخری امید کا حاصل ہے
جلوہ رہبری کی جگہ جلوہ تاک کر گیا
کتنے ہی اس شیخ نے جنس کر کا جاہل ہے
شیوہ باب خفت کی اسکے سنت کش ہوا ہے
فارغ اپنے فارگٹ پر کروا حال ہے
حرف رکھوں جا دیں خفاش انکے نقش پر
وہ ہیں خود ناقص تجاتے ہیں وہی کامل ہے

راقم ——

خفاش گرانی

گلابی رموز

(تضمین برغزل نجیب الشعرا)

[illegible]

[illegible]

نمونہ بزم کی چاند سی جلوہ جاوا ہے
[illegible]

گہر بار ہی کے ساتھ کرم ہے
[illegible]

[illegible]

راقم ——

از ہم سلیمان مظہوری

عرض حال

چھوڑا چلا رہا ہے مجھ کو فر کر کے
چھوڑ دو چھوڑ دو ہے بندہ مر کے
ہے کچھ دن اور خدمت بھی
رہتا ہے نام خادموں میں در کے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱ ۱۹۲۹ء

[illegible]

بنام

[illegible]

جو صاحب پنساری عطار یا عطر والوں کے رسل صحیح پتے حافظ سید محمد رفیع صاحب باغ لکھنؤ کو دینگے انکو ۲ انہ عطر [illegible]

بیمار ہیں سارے رشتے دار کے گھر کے
کھاتے ہیں لیڈر یا کے سب نے پڑ کے
بھیجا گیا۔ شہر بھر یہ ایک آفت ہے
طاقت نہیں کیا کھوں ستم چھڑ کے

—— ز م م ۔

ہمارے مسلم یونیورسٹی

افسوس اس درسگاہ کا ایک زمانہ تھا کہ کل چیدہ زمانہ کی منتخب ہستیاں بھی ہزار طریقہ پر امتحان کر کے علوم متعلق مقرر کی جاتی تھیں جسکا یہ نتیجہ تھا کہ متعلمین عالم میں متعدد مسلمے مصلح شدوں کے علاوہ بھی معاذ شد ملک تھی جس نا کے ساتھ ہی نقطہ ہوتا تھا اسکا ہر شخص پر ایک رعب طاری ہوتا تھا ہر ایک کے دل میں عظمت قائم ہوتی تھی۔ مگر آج یہ حالت ہے کہ جب کبھی یونیورسٹی کا آدمی ہسپرنگ آتے تب ہمارے کا جتھیار سمجھ کر مسلم یونیورسٹی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ہندو یونیورسٹی کا ایل ایل گورنمنٹ کو مقبول ہے لیکن مسلم یونیورسٹی کا بی۔ ٹی نامنظور۔ میرے نزدیک اسکے دو سبب ہیں۔

پہلا سبب۔ ہمارے پیارے وزیر دلیل کا جو ادارے کا خلاصہ پر پرنسپل شپ میں کمی ہے حالت ہے کہ ایک فرد بنا۔ یونیورسٹی مسلم یونیورسٹی کی کوئی تحقیق نہ کیا ہو۔ یہ سند درجہ تجربہ بھی جناب مجذوب کا ایک قصہ بیان کرتا ہوں ۔۔۔ کی ایک طالبعلم نے کہا کہ مسلم یونیورسٹی ترقی کر گئی ہے۔ لیکن اسکی حالت اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ یہاں سے ایک ہائی اسکول کی سالانہ جماعت کو نکال دیا گیا۔ وہاں کے اسکول میں داخل ہوا۔ [illegible]

کر دیا گیا اور اسی سال ندوہ اس کا حال جس کا ہاتھ بھی ہو گیا ہیں نے جواب دیا ہم کچھ دیا۔

دوسرا سبب۔ لیکن مسلم یونیورسٹی کی بیماری کہ بے توجہی کر بولا اور جناب حنیفہ صاحب جان کا جو مسلم یونیورسٹی میں ہی سے کے کشن آرزو اور بجائے بلکہ طالبعلم کار رہا ہے اسلام کی حیثیت اس قابل ہے پیش کرتا ہوں جو جناب مدیر نے خود تکالیف ہو کر اپنے رسالہ القرآن و حدیث میں شائع فرمایا ہے۔



جناب حنیفہ فرماتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل کی قربانی

ہوئے اب تیار باپ اور بیٹا
چھری ہاتھ سنبھالی تو بیٹا اپنا لٹا
پہلے باندھ دو آنکھیں سینہ معصوم پر رکھا
چھری پھیر کے گزری اندر حلقوم پر رکھا
کہا از بیان کے علاوہ لاحظہ ہو کر خدا سے جا پہنچے

کے بعد کہاں کسقدر برمحل ہے اور سینہ معصوم پر رکھنے کے بعد چھری پھیرنے کی کہ ظاہر جاسے گرفتاری کے حرکات کسقدر بالترتیب بیان فرمائے ہیں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

عرب میں آمنہ مشہور تھا نام میں حنیفہ کا
اسی کی گود کو اوڑھ ہی دین حنیفہ کا

خفا دین حنیفہ سے آپ کی بے پناہ علمی قابلیت پر واضح روشنی پڑتی ہے نہ معلوم یہ کون سا طریقہ ہے اگر دین حنیفہ مراد ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دو کس بنا پر زائد کی گئی۔ بہر گمان ہے کہ حنیفہ صاحب نے دیکھا بعض الفاظ قافیہ میں کبھی واحد سے کچھ جاتے ہیں۔ اور کبھی جمع سے۔ لیکن اس منطق کو اردو میں ضرورۃً جمع سے بدل دیتے ہیں اور کلام پاک میں اس لفظ حنیفہ کو بعض جگہ منصوب پایا۔ اور پھر اسی کو حالت رفع میں حنیفا تھا۔ لہٰذا آپ نے اس حنیفا کے الف کو ہ سے بدل کر قافیہ درست کر لیا۔

آگے چل کر پھر ارشاد ہوتا ہے۔ مبارک ہو کہ حضرت اسلام تشریف لاتے ہیں جناب حضرت عالی تشریف لاتے ہیں یہاں ظاہر ہوتا ہے کہ جناب کو علم قافیہ سے بھی کافی عبور ہے۔ ایسے کہ قافیہ کا جو حرف روی ہوتا ہے اور بہار حرف روی ہے نہ اور یعنی حرف زائد روی نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں وزن زائد ملاحظہ کیجئے۔ تو صحیح ہو جاتی ہے اور روسل کا عالم سے تشبیہ دیا جاتا ہے۔ پھر تحریر فرماتے ہیں۔

شاہانہ اور حرات اب جنت خان حق ہو کر
سب انزا اسم رب الذی خلق سے کر
اب ظاہر ہو گیا کہ آپ کو فن عروض میں بھی [illegible]

واصل ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب وزن کی کچھ بھی قید آپ نے مصرعہ اصلح تحریر کیوں نہ فرمایا۔ اور مادہ ترشیح ہوجاتی ہے۔

اب اقراء باسم ربک الذی خلق
خلق الانسان من علق سے کر

دوسرے مصرع پر اختتام فرمایا ہے۔
جلس کر شیخ ہوجاتی ہے جب جانی چتانز کی

ہم آغوشی ہوا کرتی تھی ان سے جب نازکی اس بیت سے واضح ہوگیا کہ آپ کو علم و شاعری و الفاظ سے بھی کافی آگاہی ہے۔ واقعی جلس کر اشیخ ہوجانا کتنی اچھی بات ہے۔ ۔۔۔ نہیں تھا اس کی بے ۔۔۔ الک جاری تھا

بتائیں ہم جو تھیں ۔۔۔ جو ۔۔۔ آپ ہوجاتی ۔۔۔ کا بھی ۔۔۔ ایسی تشبیہ دیکھی و سنی۔ ۔۔۔ الک جاری کی کسقدر صحیح تصویر ہے۔ اور ۔۔۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

زمیں اکھاڑ ۔۔۔ اگلی آگ ۔۔۔

میرا خیال ہے کہ اگر آسمانوں کو پہاڑوں سے جدا کے مصرع میں ۔۔۔ منظور ہوتا تو آپ یہ مصرع یوں نظم فرماتے ۔۔۔

زمیں اکھاڑ ۔۔۔ اگلی آگ ۔۔۔ آسماں ۔۔۔

فرض زبان کا تو کہنا ہی کیا۔ اگر ۔۔۔ تو اشعر ہی اشعر ہے۔

یہ مضمون نگار نہیں نہ شاعر نہ لیاقت میں کچھ مبر دار۔ پنجاب ۔۔۔ کو اردو کی خدمت کرنا ۔۔۔ ہندوستان کا ۔۔۔ شہنشاہ سمجھتا ہوں۔ اور مسلم ہوں اسلئے اور ۔۔۔ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں۔ میری فریاد پر لبیک کہ ۔۔۔ اردو کے خادموں اور محسنوں ہی کا فرض ہے۔ اگر میری یہ ۔۔۔ لعنت کیجئے ور ۔۔۔ کے واسطے ۔۔۔ تعمیر ۔۔۔ آدمی ۔۔۔ نہیں۔ ۔۔۔ اقبال ۔۔۔ ظفر علیخاں۔ حکیم احمد شجاع۔ ۔۔۔ محمد ۔۔۔ سالک۔ ۔۔۔ محمد ۔۔۔ صاحبان۔ ۔۔۔ علامہ ۔۔۔

خوبی سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ مسلم یونیورسٹی کا محسن بنایا جاسکتا۔ حضرت حفیظ کے یہ جوش گیت کا انعام ان کا خطاب اور ۔۔۔ نہیں۔ ابتک ظاہر تھا آئندہ سے عام مسلمانوں کی جانب سے سہی۔ البتہ لے خاں بہادر خوب کہا ہوگا۔ اس کا واصل یہ جو ۔۔۔ سے فردوسی کو لقب تھا۔ یہی خوش ۔۔۔ واللہ بہت خوش ۔۔۔ کہ قوم کی قدردانی ہی سے قوم کو عروج میسر ہوتا ہے۔ مگر چند مسلمانوں کے گھے پر ۔۔۔ اگر آپ مسلم یونیورسٹی سے ایسے کے طالبعلم ایسے نکلتے ہیں۔ جن کے محسن حضرت حفیظ جیسے ہوں گے۔ ۔۔۔ کی اردو دانی معلوم۔

گیا یہ صدائے حفیظ مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کے سامنے ۔۔۔ پہنچ سکے گی۔

واصل ۔۔۔ رام پوری

ضمیمہ۔ اے حضرت یہ شیخ ۔۔۔ کی طرح افسوس کرنے کا نہیں۔ بلکہ ہوائیوں کی طرح ۔۔۔ لگانے کا ہے۔ یا ۔۔۔ کہ ہماری یونیورسٹی ۔۔۔ اور ۔۔۔

معذرت ۔۔۔ شاعروں کی وساطت نہیں ۔۔۔ پیغام صحیح ہو کہ حکومت ۔۔۔ یونیورسٹی کے اس ۔۔۔ کو مسلم یونیورسٹی کے لئے ۔۔۔ ترجیح رکھی ہے تو یہی سخت شکر ہے۔ مگر از کم یہ تو ہوگا کہ مسلمان لڑکوں کے طوق غلامی سے آزاد ہوجائینگے۔ ۔۔۔ پڑھکر سکینگے۔ ہمیں آبائی ہی بجائی ہے۔ ہندو مسلمان غلام ہیں۔ ہم نہیں ہیں۔

اب ۔۔۔ زبان اُردو دوسا کے محسن کا ۔۔۔ خداوند نعمت! ہیروں کی حضرات دہلی اور لکھنؤ کی ۔۔۔ داستان کی ۔۔۔ سے روز ۔۔۔ رہے ہیں کہ ہر شاعر ۔۔۔ ایشان ۔۔۔ اب اُردو کا استاد ماہر وہی شخص ہوسکتا ہے جو ۔۔۔ کرے ۔۔۔ نظر آرہا ہے۔ بعض دعویٰ استادی کا ۔۔۔ ہے۔ بحث کی ضرورت نہیں۔ صاحب بحث کریں ۔۔۔ آگے بڑھا جب کہ یہ نئی دنیا ۔۔۔ اُردو جب زبان ۔۔۔ ہے۔ جہاں سے ۔۔۔

اطلاعنامہ بنام مدعاعلیہ نابالغ و ولی

بعدالت ۔۔۔ [illegible]

مقدمہ نمبر ۹ ۔۔۔ ۱۹۲۶ء

[illegible] ۔۔۔ مدعی

بنام

مسماۃ ۔۔۔ مدعاعلیہ

[illegible]

مہر عدالت

دستخط حاکم ۔۔۔

وقت حاضری ۔۔۔ [illegible]

من الغرض گرا ۔۔۔ و امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۹ ۔۔۔ ۱۹۲۶ء

بعدالت ۔۔۔ [illegible]

[illegible] ۔۔۔ مدعی

بنام

مسماۃ ۔۔۔ مدعاعلیہ

[illegible]

مہر عدالت

دستخط حاکم ۔۔۔

وقت حاضری ۔۔۔ [illegible]

شاعری کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ شبلی مرحوم نے اردو شعرا
میں سے اگر کسی کا لوہا مانا تو وہ جناب فاضل حسن
علامہ عبدالحق اور محمد حسین آزاد ہیں۔ پچیس برس
جو نظم جناب علامہ نے لکھی تھی وہ بی اے یونیورسٹی کے
ذیل اور ان کے نصاب میں داخل ہے جس میں ثابت
کیا گیا ہے کہ ذرہ اور خلیل پھیلا در حقیقت انسانی پیلا
اور بیگانہ کے لفظ سے مرکب ہو کے پیدا ہوا ہے۔
بڑے بڑے شعرا جو اب جناب علامہ کے انداز
کا ترجمہ سن کے پاگل ہو جاتے ہیں۔ واہ کیا خوب
ہے کیا فاضل ہے۔ جس وقت حضرت علامہ نے اپنے
مجموعات اسے ترجمہ افادات کا انگریزی ترجمہ بیت
کے شعرا کے پاس بھیجا تو وہ بے ہوش ہو گئے آج تک
ڈاکٹر انھیں گرداب عطر یا ہوش کا علاج کرا رہے ہیں
مگر وہ کسی طرح ہوش .... میں نہیں آتے
دانت بھینچے پڑے ہیں کف منہ سے جاری ہے۔
آہ وطن کو ایسی قدر نہیں خصوصاً خدا غارت کرے
لکھنؤ کے زمانے شاعروں کو جو خواہ مخواہ انگریزی
کے مضامین پر مغرور ہیں اور جیسی کچھ تنقید کے اہل
بھی نہیں آنکھ پر ہو رطبہ نہادہ ایسی کا ہی طریقہ
ہے جیسے شاگردوں نے ان استادوں کی بیش بہا
خدمات کو بھلا دیا اور ان کے بگاڑے ہوئے محاورات کو
معاف رہنے دیا انکے بے معنی اور بیہودہ اختراعات انہوں
کے سر منڈھے۔ بس کیا وجہ ہے کہ ہم آج آپ کے
مرتبہ پر توجہ کریں علی گڑھ سے لکھنؤ اور دہلی کے
استادوں کے خوشہ آوازیں بلند ہوتی رہیں اور
ہم نے ہمیشہ بہار نو دلائل کی ایسی مثال میں پیش
کیے جہاں مشاہیر کی بے راہ روی اور سراسر غلط
عمل چال یا فاسد خیالات کے خلاف ہو۔
مجلس عاملہ نے کی اسی جماعت کی جہاں بعض حضرات کی خلافت اور
کی کوشش رہی ہے کہ اسی کی دنیا میں پہلا ادبی تنقید
دھوم کا کی سند بڑھا نے کا اہم کو جو ہر قدم نہیں کرنے کا ساتھ
سمجھا ہی ہم بجا طرح ہمارے کی ہمت نہ ہوئی تھا فاضل الحق
والا صول آئندہ ادب نیا حضرت پر مستحب ہو کہ جناب حضرت
پر نکتہ چینی کرنے والے ملتوی اور بے اثر ہیں حضرت
کی اصل پر غور و فکر کرنے والے مصنف ہیں اور

حاسد کہے جاتے ہیں۔ گندہ بیہودہ باغیانہ ہو کر
جان دیتے ہیں۔ بہت بیک نام ہوا ہے اور اس دنیا کے
شعر میں علیگڑھ کی تعلیم کو فریب غالب ہے، بیچارا
تشنہ ادبیات بالا عام حال یا تجمل یا نسیمین کے
بالخصوص دستور کے ہاتھوں لاچار ہے۔
اب ہم آپ کے غلط تحسین کی طرف توجہ منعطف
ہے ہم نے اپنی عادت کے خلاف بغیر کسی لفظ کی
تبدیل کے شائع کر دیا۔
آپ لکھتے ہیں کہ ایک افراط جاننے والی آپ
کے متعلق اردو بیزار ہو گئے۔
ایجاب ارشاد فرماتے ہیں تو پھر اس میں صحیح
ہی کیا ہے؟ سے فاک از قرۂ کلاں بہار ہے
عمل کیا گیا۔ کیا وہ مشہور شاعر نہیں؟ کیا وہ حضرت
اقبال سے کم رتبہ ہیں جن کے افادات آج تک تعلیم
کی اعلیٰ کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہاں کی رو ہے کہ
حضرت حفیظ بہ نسبت علامہ اقبال کے زبان میں
زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ آپ کو زبان کی مہارت
مطلب ہے یا شاعری کا فن۔ انھوں نے کب
دعویٰ کیا تھا کہ وہ فن مقابلی تک کے اہل ہیں۔ انھوں
نے نثر کی جگہ تبدیل نہیں سب بیان کر دیں۔
ترتیب کا خیال نہیں رہا تو آپ کی بات۔ اب
نے چھری سنبھالی مگر اس وقت دو پہر نہیں بگاڑی۔
جب صاحبزادہ مقدموں پہ آ لیتا تو اب نے بیچارہ
اور لکھنا سینہ مسموم پر رکھ دیا۔ پھر چھری نکال کے کی
شکست یاد آئی اور مظلوم ہو کر تھکا۔ آخر یہ جھنجھلاہٹ
کیا ہے؟ اب کے لیے یہ کام ایسا تھا کہ بغیر ضرب
دل اضطراب کی علامت کرتا ہے۔ اضطراب میں
بے ترتیبی سرزد ہو تو مقام حیرت ہے۔ پہلے مصرعے
کے بعض الفاظ آپ سے لکھتے میں رہ گئے۔ ورنہ ہم
شدہ کرتے کہ ہوئے کے ساتھ وہ آپ اور بیچارے کہے
سے کہیں مقدس مذہب کی بلائیں لے کے دو رتبہ کی
جگہ اسد و نہیں ذبح ہو گئی۔
آپ کا دوسرا اعتراض حفیظ کی بابت یہ ہے
حالانکہ تاتون کا دین مؤنث نہیں تو کیا مذکر ہو گا؟
ایک صاحب تازہ بیچارے تھے جیت گئے

کی تھی۔ القصہ ان خود اتنا ہو گیا کہ ...
بھری کا اثر ہوا اور بیچارا نیم سے کی شکوہ ہوا اس جلسہ
میں خطاب ہے خدا کی طرف کا اب کا سچ بھی تھا
جا ہے تھا کہ حضرت نے صورت کی نیت سے کرکے بات
کر دینا ان کا بیچارا نے مولوی صاحب
پہ اعتراض کیا تو کہنے لگے آپ کیا جانیں۔
صورت ہی کا تو خدا ہے۔
وہ لوگ ابھی موجود ہیں جو بڑے صاحب کو
بڑی عزت سے دیکھتے تھے اور چھوٹے صاحب کو
بھی تو وہ ہے۔
تیسرا اعتراض فن قافیہ سے متعلق ہے اور کہا
ہے کیا معنی کہ عربی میں مرسلین اور مسلمین کا قافیہ
جائز ہے تو اردو میں کیوں نہ ہو۔
چوتھا اعتراض اس شعر پر ہے ؎
اُٹھا اے فارحو اے ابر رحمت شان الٰہی کر
لب اقرأ باسم ربک الذی خلق کر
آپ کہتے ہیں کہ یہ موزوں نہیں۔ کیوں؟ کیا مجال ہے
موزوں کیا الذی اور الذی یا الذی نہیں
ہو سکتا۔ اے جناب قرآن ہے خدا کا مال اور
خدا کے مال پر مخلوق کو تصرف کا حق ہمیشہ سے
حاصل ہے۔

گفتہ بود در شعر بیجا نباشد

زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہیں گے کہ یہ قرآن طلب
الٰہی کے رشحات اقلام سے ہے خدائی قرآن نہیں
بس اتنی سی بات؟ اے خداوند یہ نصیب
اس شاعر کے جو خدا کے کلام پر اصلاح دے کے
دکھائے کہ یوں کہتے ہیں۔ شعرا تو خدا قرآن تک
لاتے ہیں۔ اب سے پہلے اہل زبان کو یہ کہنا
حیرت ہے کہ ایسے کمال الفن کا مستحق ہونا آپ کو گوارا
نہیں فرماتے ؏

استاد شدہ آپ کو یہ خاص کا خیال؟

والا دانی دکھانا، شعر کا نظم کر دینا یہ کام ہے
اسی میاں برابر بند فرمائیں، دانا کا نقش مکر کیا
ہوتا ہے۔ کہیں استاد بھی ہو سکتے ہیں۔ پانچواں
اعتراض مجلس کے تسخ ہو جانے پر ہے۔ شاید



لکھنؤ کی نفیس و ریشمی و کامدانی کے کام سے مستورات کے کپڑے بنانے والوں کو حافظ سید محمد رفیق صاحب مینا بازار لکھنؤ (اودھ پنچ)۔


گر نسیم تربت صبح در چمن بگذشت
کہ گل ز بوئے تو بر تن چو صبح جامہ درید
اصغر علی محمد علی تاجران عطر

پوچھتے ہیں کہ تجنیس کے بعد یہ جز زیادہ ہو جاتی ہے
لفظ صحیح لکھیں۔ نیا ہو جاتا آخری دو مصرعے جو شعر
کے حاصل ہیں آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا تو
اچھا کیا۔ پھر کی جالی مجلس کے شروع ہو گئی
پھر حرص بے زبان لہٰذا اس مجلس ہوئی جاتی
ہے کسی کی ہم آغوشی لازم تھی کیونکہ بے زبان
بلبل ہم آغوشی کے عادی نہیں سمجھے پس ہونا
چاہئیں ادا کر دیا۔ کتنا پُر معاصل شعر ہے جس پر
آپ اعتراض کرتے ہیں۔

چھٹا اعتراض بھی کچھ یونہی سا ہے "مدام
کعبہ کے" یہ کوئی ضرورت نہیں تو نہ سہی کعبہ کے
دامن میں زمزم ہے کہ نہیں۔ کہیے ہاں۔ پھول اُگے
اشک نہ ہو تو وہ دامن ہی کب ہے۔ کہیے ہاں۔
اس واسطے کہ اگر کعبہ کو رلانا منظور ہو تو
آنکھیں کہاں سے آئیں۔ اسکے ایک ہی آنکھ ہے
جسے زمزم کہتے ہیں۔ کہیے ہاں۔ چنانچہ مدام موجود
نہیں۔ کہیے ہاں۔ مدام یوں ہے حول طاری تھا۔
کہیے ہاں اب تشبیہ بھی تمام ہوئی اور تشبیہ کی پوری
بھی درست ہو گئی۔ مطلب اس وقت واضح ہو گا
جب خدا آپ کو حاجی بنائے گا۔ دیکھیے حضرت
نعمت خان عالی اپنے منشآت میں لکھتے ہیں کہ
ایک تھے میاں عرب انہیں قاضی کے روبرو
گواہی دینے کا اتفاق ہوا۔ مولف نے اعتراض کیا
کہ یہ شخص استطاعت رکھتا ہے اور حج نہیں کیا
شراب پیتا ہے رنڈیوں کے حرم کے فوائد سے
اسے مہلت نہیں ملتی لہٰذا اسکی گواہی قابل قبول
نہیں۔ عرب نے کہا کہ غلط ہے میں حج کر چکا
جوں قاضی صاحب نے پوچھا کہ اچھا زمزم اور
عرفات کی تعریف تو بیان کرو۔ خان عالی فرماتے ہیں کہ

شد اعرابی چوں صید حرم از خود رمیدہ گفت
زمزم چہ پیر زنے است کہ پیوستہ بر در یہ
عرفات نشستہ می باشد

قاضی کے پیٹ میں ہنسی نہ رک سکی ہنس کر کہا کہ بھائی
زمزم ایک کنواں ہے اور عرفات ایک میدان کا
نام ہے اعرابی چپ ہو گیا اور تھا اول ؟ تمام۔

ہ آں پیر کنیز زمزم نام ہے عرفات رواں نامی پیر زن
فرسوختہ آپ گفتہ وآں باغ مسمی عرفات بلوید
خراب شدہ ؟

پس اگر اس اعرابی کی روایت صحیح ہے یعنی زمزم
ایک کنواں نہیں پیر تھا تو اس کے دو آنکھیں ضرور
ہوں گی۔ آنکھیں تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ سے
نہیں تھا دامن کعبہ میں زمزم اشک جاری تھا
محض صحیح ہے تشبیہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ مبصر کہیے
آپ کا اعتراض کہاں گیا۔ آنکھوں سے اشک
جاری ہوئے یا نہیں ؟۔

مضمون کا باقی حصہ آپ کی ذاتی رائے سے
تعلق رکھتا ہے خدا جانے آپ صحیح فرماتے ہیں یا غلط
اس خط نامہ کے مطالعہ سے ہر شخص شاعری کا رستم
داستان ہو سکتا ہے۔ یہ ہماری مستند اور مستقل
رائے ہے۔ یونیورسٹی نے متن کا انتخاب نہایت
احتیاط کے ساتھ کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ
یونیورسٹی کے خیر خواہ نہیں خدا کرے ہر یونیورسٹی کو
ایسے ہی اردو کے محسن مل جائیں آمین ثم آمین۔

چین کے چور

پیارے پنچ۔ آپ نے کبھی چین کے چوروں کے
بابت بھی کچھ سنا ہے اگر نہیں تو سنئے ایک ہندی
سے سنئے۔ بڑی دلچسپ خبریں ہیں واشنگٹن سے پڑھ کر
چونک اٹھا کہ اللہ اللہ ایسے مہذب اور تعلیم یافتہ
چور کہ جنہوں نے چین کی گورنمنٹ سے بھی اپنی
تہذیب منوالی اور قانون اپنے موافق بنوا لیا۔
ماشاء اللہ چین بھی عجیب خطہ ہے باشندے بھی عجیب
مذاق رکھتے ہیں آج خود دنیا بھر میں مشہور ہیں کہ
نہیں میں تو کہوں گا کہ جس طرح ہمارے نوجوان
یورپ کی طرف تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور
خراب صحبتوں میں پڑ کر خدا جانے کیا کیا ہو کر آتے
ہیں۔ اگر اسی طرح وہ چین جا کر تہذیب سیکھ آئیں
تو یہ روز کے مرقع میں لڑکے اور سپاہی اور عورتیں خطرے
کبھی شاید ہی نظر دیں۔ اور سرکار کی یہ پریشانی اور

حالتِ بیچارگی بہت کم ہو جائے۔

آدم یہ ہر شخص چین میں یہ بات نہیں کہ جہاں
چور کو دیکھا اور گھبرا کر شور مچا دیا اور بھاگنے
اسے دوڑ جاتا ہے۔ لینا لینا۔ خواہ مخواہ دیکھے چور کو
مرہم لگانا اور تمام سے سونے والوں کی نیند حرام
کر دی گئی نے بتلایا ہے۔ یہ بیچارگی ؟ تہذیب سب
وصول ہوتا۔ چین میں چوروں کے ساتھ بڑے
مہذب طریقہ کا برتاؤ کیا جاتا ہے گھر کا چوکیدار
اگر غریب آدمی ہو جاگت کرتا ہے اور سامان کی اس کی
خاطر داری ہوتی ہے اصرار کرتا کہ نہیں چار پائی
جاتی ہے اور اطلاقاً فوراً بخوشی دیکھے جاتے ہیں
اور گھر کا لحاظ اور سامان کر کے اور غریب چوکیدار
کی جان چھوڑ دیں۔

چوری کے متعلق کارروائی اور قانون کوئی
نیا نہیں ہے ہزاروں برس سے چلا آتا ہے ہر ایک
دولتمند رات کی حفاظت کے لیے چوکیدار نوکر
رکھتا ہے جو رات بھر کھٹ کھٹاتا ہے۔ ہاں یہ بھی
سن لیجیے کہ چین میں دو قسم کے چور ہوتے ہیں۔
ایک ذات شریف یا اطلاع دیگر مہذب چور دوسرے
بدمعاش اور بدکردار۔ جب کوئی نیک معاش چور
نصف شب کو چوری پیچھے مکان کی دیوار پھاند
کر کوٹھے پر تشریف لاتے ہیں کیونکہ چین کے طور
پر عموماً ایک منزلہ مکان پست ہوتے ہیں۔ جہاں
کوئی ایک مکان کے کوٹھے پر پہنچ گیا محلہ بھر
گھوم سکتا ہے اور ہر ایک گھر کا جائزہ لے سکتا ہے
زیادہ تر وہ چھت پر گردش ہو کر پہنچے۔ جب نیک معاش
چور صاحب کسی کوٹھے پر پہنچے ضرور ہے کہ چوکیدار
کی نظر سے بچ نہیں سکتے وہ استقبال کے لیے آگے
بڑھتا ہے۔ کلام زنی چھنک چھنک کر قدم بوسی
کرتا ہے تاکہ آرام سے سونے والوں کی نیند میں خلل
نہ واقع ہو۔ اور بہت دھیمی آواز سے خیر مقدم کہتا
کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور چار روزش کی
دھمکا دیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میری مجبوری کا
مصیبت پر غور فرما لیجیے میں آپ کا ایک نا چیز غلام
ہوں۔ کیجیے جناب کا مزاج تو اچھا ہے لڑکے اے

ہے کہ ایسے ناخواندہ مہمان اس غیر مقدم کا شکریہ ادا
کرتا ہے جو صاحب ہیں چونکہ ہم ان میں ہم کلام ہوتا ہے
ہم آپ اور سب ایک ہی شکل کے بچے بنے ہیں اور
تنگ آ کے بھیجے تو لنگوٹ ہمارا ہیں ہم ہیں آپ میں صرف
اتنا ہی فرق ہے کہ یہ اس گھر کا محافظ ہے اور
آپ یہاں کی اخبار رسانی اپنے تشریف لائے ہیں
اس لیے کہ ہماری آپ کی خدمت میں تھوڑا ہی
جانتا ہے کہ کوئی امید ہے کہ آپ وہی شریفانہ
برتاؤ اس ناچیز کے ساتھ کریں گے جو آپ کی شرافت
کے شایان ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ میں اس گھر کا
محافظ ہوں اگر کوئی واقعہ اس گھر میں ہو گیا میرے
ننھے ننھے بچے بھوکوں مر جائیں گے میری روزی
جس پر میری اور میرے بال بچوں کی زندگی کا دارومدار
ہے جاتی رہے گی اس گھر میں جو کچھ ہے زیادہ [illegible]
سب سے زیادہ خرابی کا باعث وہ ہے کہ جو صاحب دنیا
میں شہرت کمانے کے قابل نہ رہوں گا۔ پھر دوسری
سے انگلیاں اٹھیں گی یہ تو وہ ہے کہ جس نے [illegible]
شرمندہ ہوگا۔

یہ جادو در حقیقت شریف چور پر اثر کر جاتا ہے
ہو جاتا ہے۔ اظہار ہمدردی کرنے لگتا ہے۔ اور فوراً
جواب دیتا ہے۔ آپ کا کہنا بجا اور درست ہے میں
آپ کی مشکلات کو محسوس کرتا ہوں۔ کچھ مضائقہ نہیں
تنگ خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست آپ مطمئن
رہیں میں اور آگے بڑھ کر اپنی حاجت روائی کروں گا
اور آپ ایسے مہربان دوست کو مصیبت میں نہ ڈالوں گا
اس گفتگو کے بعد ایک دوسرے کا اور گردش میں آتا ہے
تو شریف خوشی خوشی اپنی منزل ہوتی ہے شریف چور [illegible]
کرتا ہے چپکے سے نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔
چوکیدار صاحب کو اطمینان ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر
کہ آج شب کی بلا ٹل گئی اب بیک میں سکون نیند آ جاتی ہے
یہ سوچتے سوچتے [illegible] کے پاس [illegible] اور [illegible]
یہ کہ شریف چور کی چوری اور اس کی [illegible]
اب جو قانون پر [illegible] ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ کیجیے۔
ایک [illegible] بیان کرتا ہے۔
ایک شب میں اس [illegible] کی [illegible] کرتا تھا

[illegible] نہ تھا کہ بچھو کی چھت سی ہے جو [illegible] معلوم ہوتی
تھی اسی عرصہ میں کتے بھی بھونکنے لگے جب میں
نے نگاہ سے [illegible] کر کے غور سے دیکھا تو ایک
زمین پر اسی شکل کا انسانی نظر آیا میں جو چور کا [illegible]
جانے والا تھا کہ میرے ملازم نے مجھے روکا اور کہا ایسا
غضب بھی کہیں کیجیے گا۔ ارے چھت پر چور ہے جب
کہ نگاہ کیجیے نہ کر دیا جائے۔ نہیں حضور یہاں کا
اصول نہیں جو ایسا کرنا قانون کے خلاف ہوگا۔
چور آ گئے ہوں گے کہ گیا ہے کہ میں ہر روز رات
چاہتے ہوں یہاں چوری نہیں کروں گا جب صبح
ہوئے اور ملازم سے گفتگو ہو رہی تھی کچھ فاصلہ پر
کھانسنے کھنکارنے کی آواز سنائی دی یہ آواز شکر
شریف چور اور آگے بڑھ گیا۔
صبح مجھے معلوم ہوا کہ کھنکار نے والا پولیس تھا
جس نے مزرکی سے چور کو چوری کرتے دیکھ لیا تھا اور
بجائے اس کے کہ پکڑتا اس نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں شریف
چور فوراً ایک محفوظ کوٹ اور ایک بچا لے کر غائب
ہو گیا اور چلتا بنا۔

میں نے لوگوں سے پوچھا پولیس ہی کے پاس بندوق
تھی اس نے اس کا استعمال اس موقع پر کیوں نہیں کیا
لوگوں نے جواب دیا کہ نہ صرف بدمعاشوں کے واسطے
ہے شریف چوروں کے لیے نہیں مجھے یقین نہ آیا میں نے
خود پولیس سے پوچھا اس نے اس بیان کی تصدیق کی
کہا شہ کی وجہ پولیس نے یہ بتائی کہ چور کو معلوم
ہو جائے کہ قانون کی نگاہ اس کے فعل پر پڑ گئی اس نے
کہا کہ شریف چور ہمیشہ قانون کی نظر بچا کر کام کرتے ہیں
اس لیے دنیا ہی میں مہذب ہوا کرتے ہیں۔
چونکہ پولیس نے شریف چور کو چوری کرتے دیکھ لیا
تھا اس لیے صبح وہ میرے مکان سے مال مسروقہ لیتا آیا
اور جس کا تھا اس کو دے دیا گیا شریف چور صاحب
گرفتار نہیں کیے گئے کیونکہ مال مسروقہ انھوں نے
خود واپس کر دیا۔ ان کے لیے شریف کا اطلاق
بالکل زیبا ہے یہ تو ساہو کار ہیں۔

(ندیم)

المختصرات

سنتے ہیں کہ جام [illegible] لیٹ [illegible] بنگال [illegible]
میں [illegible] تقسیم ہوئے [illegible] ہو سکتے [illegible]
تر رانی [illegible] رائٹ [illegible]
کے ہم میں [illegible] کے [illegible] شائع
ہوئے ہیں مسٹر [illegible] صاحب [illegible]
جب شہر [illegible] کی [illegible] صاحب [illegible]
کے جالیسوں کے [illegible] کا خیال [illegible]
آخرکار مسٹر [illegible] نے [illegible]
چھوڑا یعنی آپ چاہتے تھے کہ بدون کسی فرو کے
[illegible] ہو جائیں۔ [illegible] آپ [illegible]
کوئی [illegible] کی حکومت آپ کے [illegible] نہیں ڈال سکتی
اس طرح جان دیتے ہیں ایک گروہ سے چھڑنے والا کہتا ہے
کہ وہ [illegible] ہے۔ ان میں جو [illegible]
وہی [illegible] لوگوں کو [illegible]
خدا جانے لوگوں نے ہندوستان [illegible] کو [illegible]
[illegible] کا سکون [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہندوستان کے مسلمان
[illegible] ہمارے [illegible] ہیں [illegible] کسی کی مدد کیا
کیجیے [illegible] آدمی نہیں [illegible]
کے [illegible] پیٹ بھرے۔ کیا اگر آپ ایسے ہی [illegible]
تھے تو [illegible] سلطنت پر [illegible] جنگ
کا [illegible] آپ [illegible] ہم سے آج آپ [illegible]
سے [illegible] ہو جاتی ہے۔
ہندوستان [illegible] کی حیثیت [illegible] ہوئی تھی
آپ نے [illegible] ہم [illegible]
[illegible] کہ ہندوستان [illegible] ہمدردی
کے ہر [illegible] جاتے ہیں [illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
[illegible] تھا [illegible]
[illegible] جیتی اور [illegible]
بستر [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہم کہتے ہیں کہ [illegible]
آپ [illegible] اور [illegible]
[illegible] بانده [illegible]